اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

غلام احمد قادیانی ۱۳۱۴ھ

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

اخبار ہفتہ میں تین بار ۔ فی پرچہ تین پیسے

قیمت سالانہ پیشگی سے/ ششماہی للعہ/ سہ ماہی عہ/

الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۰۴ مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۲۵ء یوم شنبہ مطابق ۲۵ شعبان ۱۳۴۳ھ جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔ ۱۷ مارچ حضور نے مستورات کے سکول کا افتتاح فرمایا ۔ جس کے متعلق مفصل اسی اخبار میں درج ہے ۔

حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا اور صاحبزادہ حضرت میاں شریف احمد صاحب لاہور سے تشریف لے آئے ہیں ۔

خواجہ محمد اعجاز علی صاحب جو ناگڈھ سے ۔ محمد شریف صاحب بٹالہ سے ۔ سید ناظر حسین صاحب جیو ضلع سیالکوٹ سے ۔ پیر نیاز احمد صاحب خانیوال سے اور جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی تشریف لائے ۔

چودھری بدرالدین صاحب بموجب حکم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ علاقہ سندھ میں تبلیغ کے لئے بھیجے گئے ۔

دارِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں احمدی خواتین کے سکول کا افتتاح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی افتتاحی تقریر

احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت کی اہمیت اور ضرورت

تاریخ سلسلہ میں ۱۷ مارچ ۱۹۲۵ء کا دن ایک قابل یادگار دن ہوگا ۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مقدس اور بابرکت دار میں جس کے متعلق خدا تعالیٰ کی بڑی بڑی بشارتیں موجود ہیں خواتین سلسلہ کی تعلیم کے لئے ایک سکول کا افتتاح فرمایا ۔ حضور کو مستورات سلسلہ کی تعلیم کا جس قدر خیال ہے اس کا اظہار حضور مختلف مواقع پر فرما چکے ہیں ۔ اور یہ اسی توجہ اور خیال کا نتیجہ ہے کہ حضور نے مستورات کی تعلیم کو ایک منتظم صورت میں لانے کے لئے سکول کا افتتاح فرمایا ہے ۔ مبارک ہیں وہ خواتین جنہیں اس سکول میں داخلہ کا شرف حاصل ہوا ۔ اور جو ہماری جماعت کے طبقہ اناث کی تعلیم کے لئے بطور بنیاد ہونگی انشاء اللہ ۔ خدا تعالیٰ ان کی ہمتوں میں برکت اور ارادوں میں استقلال بخشے تا وہ ان عظیم الشان ارادوں اور خواہشوں کو پورا کرنے والی ہوں جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مستورات سلسلہ کی تعلیم کے متعلق

دیکھتے ہیں۔ اور جو انشاء اللہ ایک دن ضرور پورے ہونگے۔

مرکز سلسلہ میں اس سکول کا افتتاح اور اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص کوشش اور سعی جماعت احمدیہ کو مستورات کی تعلیم کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ایسا پُر اثر اسوہ ہے کہ اب جس سے ایک لمحہ بھی تغافل نہیں ہونا چاہیئے۔ اور جیسا کہ جناب ناظر صاحب تعلیم و تربیت کے اس اعلان سے جو اسی اخبار میں دوسری جگہ درج ہے ظاہر ہے کہ جو بیرونی احباب اس بارے میں کوشش کرنا چاہیں۔ ان کی ہر طرح مدد اور حوصلہ افزائی کیجائے گی۔ پس تمام احمدی جماعتوں کے ذمہ وار اصحاب کو چاہیئے کہ جلد سے جلد اس طرف توجہ فرمائیں۔ اور مستورات کی تعلیم کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ لگانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی حسب ذیل تقریر کو پڑھیں۔ جو حضور نے مرکز سلسلہ میں احمدی مستورات کے ٹریننگ سکول کا افتتاح کرتے ہوئے ۷ ارمارچ بعد ظہر فرمائی۔ اس موقعہ پر حضور نے مختلف صیغہ جات کے ناظر صاحبان اور ذمہ وار اصحاب کو بھی بلایا ہوا تھا۔ مستورات کمرہ کے اندر پردہ میں تھیں۔ اور مرد باہر۔ حضور نے فرمایا:۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

تعلیم کا مسئلہ ایک ایسا اہم اور ضروری مسئلہ ہے کہ جہاں تک ہم دیکھتے ہیں۔ انسانی تاریخ کی ابتداء سے ہی ہمیں انسان اس طرف توجہ کرتے معلوم ہوتے ہیں۔ انسان کی پیدائش کے بعد سب سے پہلا کام یا انسان کے انسان بننے کے بعد

سب سے پہلا سلوک،

جو اللہ تعالیٰ نے کیا۔ وہ یہ ہے کہ علم آدم الاسماء کلھا۔ آدم علیہ السلام کو حقیقت اشیاء کی بتلائی گئی۔ درحقیقت نام سے اصل غرض یہی ہوتی ہے کہ کسی چیز کو پہچنوایا جائے۔ اور پہچنوانے سے یہی مراد ہوتی ہے۔ کہ کسی چیز کی حقیقت معلوم ہو۔ ایک چیز کو دوسری چیز کے مقابلہ میں اسی طرح پہچانا جاتا ہے کہ فلاں چیز میں یہ یہ گُن اور یہ یہ صفات ہیں۔ اور فلاں میں یہ۔ مثلاً آم اور خربوزہ ہے۔ انکی شکل اور مزے کے اختلاف سے ہی ان کو پہچانا جاتا ہے۔ اگر ان کے گُن اور صفات الگ الگ نہ ہوتے تو انہیں امتیاز نہ کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ عربی زبان میں جو ابتدائی نام الہامی طور پر اشیاء کے رکھے گئے ہیں وہ ان اشیاء کی حقیقت پر دلالت کرتے ہیں پس علم آدم الاسماء کے ایک یہ بھی معنی ہیں۔ کہ حضرت آدم پر حقیقت اشیاء ظاہر کی گئی اس کا یہ مطلب نہیں کہ سارا فلسفہ۔ ساری سائنس اور ہر ایک چیز کے متعلق پورا پورا علم انہیں سکھایا گیا۔ بلکہ جس قدر اس زمانہ میں کام چلانے کے لئے ضرورت تھی۔ اس قدر اشیاء کے متعلق انہیں علم سکھایا گیا۔ اور اس سے ظاہر ہو گیا کہ:۔

تمام علوم کی ابتدا الہام کے ذریعہ

ہوتی ہے۔ اور پہلی چیز جس کی بنیاد انسان کی پیدائش کے بعد رکھی گئی۔ وہ علم ہے۔ اور جس طرح خدا تعالیٰ نے ساری چیزیں ابتدا میں خود بنائی ہیں۔ اور پھر ان کی ترقی انسان کے سپرد کی ہے اسی طرح

علم کی بُنیاد خدا تعالیٰ نے خود رکھی

اور اسکی ترقی انسان کے سپرد کر دی۔ جیسے پہلا آدم خدا تعالیٰ نے خود بنایا۔ آگے ترقی انسانوں کے سپرد کر دی۔ پہلے آگ اللہ تعالیٰ نے پیدا کی۔ پھر اس کا قائم رکھنا انسان کے سپرد کر دیا۔ اسی طرح تمام اشیاء کی ابتدا خدا تعالیٰ نے خود قائم کی۔ اور انہیں آگے ترقی انسان نے دی یہی حال علم کا ہے۔ پہلے علم خدا تعالیٰ نے دیا۔ آگے اس میں ترقی انسان کرتے گئے۔ اسے بڑھاتے گئے۔ اور ہم برابر ابتدا سے اب تک دیکھتے چلے آتے ہیں کہ انسان علم میں ترقی کرتا جا رہا ہے لیکن اسکے ساتھ ہی ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ اس قسم کے بھی موجود ہوتے ہیں۔ جو علوم کی قدر نہیں کرتے۔ اور ایسے وجود بھی ابتدا سے ہی چلے آئے ہیں۔ ایسے وجودوں کا نام

ابلیس

رکھا گیا ہے۔ یعنی ناامیدی میں مبتلا رہنے والا۔ درحقیقت اُمید ہی تمام علوم کو بڑھانے اور ترقی دینے والی ہوتی ہے۔ اور جتنی زیادہ اُمید ہوتی ہے۔ اتنی ہی زیادہ علوم میں ترقی کی جا سکتی ہے۔

اُمید کا لفظ

ہمیں دو باتیں بتلاتا ہے۔ ایک تو یہ کہ انسان کیلئے ترقیات کے رستے کھلے ہیں۔ اور دوسری یہ کہ ہم ان ترقیوں کو حاصل کر سکتے ہیں۔ پس جب ہم اُمید کا لفظ بولتے ہیں تو ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ترقی کا رستہ کھلا ہے۔ اور ہمیں بہت کچھ ملنا باقی ہے۔ پھر یہ لفظ اس امر پر بھی دلالت کرتا ہے کہ جو باقی ہے۔ وہ ہمیں مل بھی سکتا ہے۔ اور

نا اُمیدی کے معنی

ہیں۔ ہے تو سہی دُنیا میں بہت کچھ۔ مگر ہمیں مل نہیں سکتا۔ پس علم سیکھنا اور علم میں ترقی کرنا امید کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر کسی کو اُمید ہوگی۔ تو وہ علم سیکھیگا۔ اور اگر نہیں ہوگی تو نہیں سیکھیگا۔

ابلیس کے معنی

یہی ہیں کہ اس نے علم حاصل نہ کیا۔ اس نے سمجھا کہ جو کچھ مل سکتا تھا۔ وہ مجھے مل گیا اور جو مجھے نہیں ملا۔ وہ کسی کو نہیں مل سکتا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اسکی اُمید منقطع ہو گئی۔ خدا تعالیٰ اسکے متعلق فرماتا ہے۔ ابیٰ واستکبر وکان من الکفرین۔ اس نے کہا کہ میں اس مصیبت میں نہیں پڑنا چاہتا کہ علم سیکھوں۔ استکبار کے معنی کسی چیز کو بُرا سمجھنے کے بھی ہیں۔ اس نے اسکو بُرا سمجھا کہ یہ کہاں ممکن ہے۔ یہ باتیں سیکھی جا سکیں چونکہ سب ڈھکوسلے ہیں اسلئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں آدم کا شاگرد بنوں *

اس انکار علم کی وجہ سے وہ محروم ہو گیا۔ اور محروم ہونے کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ ذلیل ہو گیا۔ اور آدم جس نے علم حاصل کیا تھا۔ اسکی نسل غالب آگئی۔ اب بھی ہم دیکھتے ہیں۔

دنیا میں علم آدم الاسماء کا سلسلہ

جاری ہے۔ ایک قوم علوم کے حصول میں کوشش کرتی ہے۔ اور نئی نئی باتیں نکالتی رہتی ہے۔ اور ایک دوسری کہتی ہے یہ کہاں ممکن ہے کہ کوئی نیا علم نکلے۔ اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ علم میں ترقی کرنیوالی قومیں غالب آ رہی ہیں۔ اور دوسری ذلیل ہو رہی ہیں۔ جب یورپ والے توپ اور بندوق کی ایجاد کر رہے تھے۔ تو ایشیا والے کہتے تھے۔ یہ کہاں ممکن ہے کہ کوئی ایسی چیز بھی بن سکے۔ جو دور سے دشمن کو مار لے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ والے ترقی کر گئے۔ اور ایشیا والے گر گئے۔ پس یہ سمجھنا کہ فلاں بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ انسان کو ابلیس بنا دیتا ہے۔ اور پھر ایسے انسان سے دُنیا میں وہی سلوک ہوتا ہے۔ جو آدم کے مقابلہ میں ابلیس سے ہوا۔ جس طرح ابلیس کو نکالدیا گیا۔ اسی طرح ایسے انسانوں کو بھی دنیا سے نکالدیا جاتا ہے۔ اور دُنیا سے نکالدینے کا یہ مطلب ہے کہ ایسی قوم مٹا دی جاتی ہے یا ذلیل اور خوار کر دیجاتی ہیں۔ اب چونکہ یورپ والے آدم کا کام کر رہے ہیں۔ نئے نئے علوم دریافت کرتے اور تمام علوم کو ترقی دے رہے ہیں۔ اس لئے وہ ترقی کر رہے ہیں۔ اور وہ لوگ جو علوم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور نئے علوم نہیں نکالتے۔ وہ مٹ رہے ہیں۔ امریکہ کے اصلی باشندوں کو دیکھو ان کی کیا حالت ہے۔ اسی طرح آسٹریلیا میں پرانی نسل کے کروڑ ہا انسان تھے۔ مگر اب شاید چند ہزار رہ گئے ہونگے۔ عقلی طور پر ہندوستانیوں کا بھی یہی حال ہے۔ گو وہ ہندوستان سے نکالے نہیں گئے۔ مگر ان پر بھی حکومت انہی لوگوں کی ہے جنھوں نے علوم کو ترقی دی۔ ان قوموں کا

یہ حال کیوں ہوا

اسی لئے کہ انہوں نے علم سے انکار کیا۔ مختلف زمانوں میں ابلیس مختلف رنگ اختیار کرتا ہے۔ اس زمانہ میں اس نے یہ رنگ اختیار کیا۔ کہ ایجادیں نہیں ہو سکتیں۔ اور یہ ناممکن بات ہے۔ چنانچہ جب پہلے پہل ریل گاڑی ہندوستان میں چلی تو ہندوستان کے لوگ اس بات سے انکار کرتے ہوئے کہ آگ اور پانی میں اس قسم کی طاقت کہاں ہو سکتی ہے۔ اسے دیوتا سمجھنے لگے۔ اور جب گاڑی کھڑی ہوتی۔ تو انجن پر پھول چڑھاتے کہ یہ بھی ایک دیوتا ہے۔ یہ ان کی اس مایوسی کا نتیجہ تھا کہ بھلا انسان اس قسم کی ایجاد کہاں کر سکتا ہے۔

پس جب ابتداء سے انسان کی عظمت اور ترقی آدم سے مشابہ ہونے۔ یعنی علم حاصل کرنے پر ہے۔ اور

(بقیہ دیکھو صفحہ ۸ پر)

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

یوم شنبہ - قادیان دارالامان - ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۲۵ء

کابل میں احمدیوں کا نہیں بلکہ اسلام کا خون کیا جا رہا ہے

ہمیں احمدیوں کی سنگساری کا اتنا غم نہیں جتنا اسلام کی بدنامی کا ہے

نمبر (۱)

گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کابل کے واقعہ شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:-

"یہ واقعہ ہمارے لئے کسی غم اور ڈر کا باعث نہیں البتہ مجھے غصہ اس بات پر آتا ہے۔ کہ اپنی نادانی اور جہالت کو اسلام کی طرف کیوں منسوب کیا جاتا ہے کیا وہ مظالم کم ہیں۔ جو ساری دنیا اسلام پر کر رہی ہے کیا عیسائیوں اور برہموؤں۔ بہائیوں اور آریوں کے حملے کم ہیں۔ کہ یہ اور ظلم کیا جاتا ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا انسان اور اس کو بھیجنے والا خدا یہ حکم دیتا ہے کہ اختلاف عقائد کی وجہ سے لوگوں کو سنگسار کر دیا کرو۔ کون ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ تعلیم منسوب ہوتی سنے۔ اور پھر آپ سے محبت کرے کون ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس تعلیم کو نازل شدہ مانے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف رُخ کرے۔ پھر کون ہے۔ جو اسلام میں اس تعلیم کا جواز پائے۔ اور اسلام کو سچا مذہب یقین کرے۔ پس ہمیں نعمت اللہ خان کے مارے جانے کا غم نہیں۔ تکلیف اس بات سے ہے کہ یہ نعمت اللہ خان کا خون نہیں ہوا۔ بلکہ اسلام کا خون ہوا ہے۔ اور اسلام کے مخالفوں کے ہاتھوں میں یہ ہتھیار آ گیا ہے۔ کہ اسلام جبر اور تشدد کی تعلیم دیتا ہے۔"

ان الفاظ سے جہاں اس سچی اور حقیقی محبت کا پتہ لگتا ہے جو امام جماعت احمدیہ کو اسلام کے ساتھ ہے۔ وہاں اس خطرہ کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ جو اختلاف عقائد کی وجہ سے سنگسار کرنے کے حکم کو اسلام کی طرف منسوب کرنے سے اسلام کے خلاف پیدا ہوتا ہے۔ وہ لوگ جنہیں اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ اسلام دُنیا میں بدنام اور ذلیل ہو۔ اسلام مخالفین کے اعتراضات کا ہدف بنے۔ اسلام سے لوگ متنفر ہوں۔ اسلام کو وحشت اور بربریت کا مذہب کہا جائے۔ اسلام کو عقل اور دانش کے خلاف بتایا جائے انہیں اگر اس خطرہ کا احساس نہ ہو۔ تو کچھ عجیب نہیں۔ کیونکہ وہ پہلے ہی اسلام کی کونسی خدمت کر رہے ہیں۔ کہ آیندہ اس میں روکاوٹ اور مشکل پیش آنے کا انہیں ڈر ہو۔ اور وہ پہلے ہی کب اسلام کی اشاعت میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ آیندہ اس کے رک جانے کا انہیں خدشہ ہو۔ ان کی آنکھوں کے سامنے عیسائی۔ آریہ اور دیگر مذاہب والے اسلام پر پے در پے حملے کر رہے ہیں۔ مگر وہ یا تو مسلمانوں کو ایک دوسرے سے لڑا کر اپنے نفسانی اغراض پورے کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ یا اپنے تاریک حجروں میں گھسے ہوئے ہیں۔ اگر ان کے دل میں اسلام کا درد ہوتا اگر وہ اسلام کو مخالفین کے حملوں سے بچانے کے لئے میدان عمل میں آتے۔ اگر وہ اسلام کی اشاعت کے لئے دُنیا میں نکلتے۔ تو انہیں معلوم ہوتا کہ اختلاف عقائد کی بناء پر سنگساری کی تعلیم کو اسلام کی طرف منسوب کر کے وہ اسلام پر کتنا بڑا ظلم کر رہے ہیں۔ اور اسلام کے خلاف اس کے دشمنوں کے ہاتھوں میں کیسا خطرناک ہتھیار دے رہے ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ جو اپنی تخلیق کی غرض ہی حفاظت اور اشاعت اسلام سمجھتی ہے۔ اور جو اپنے پورے زور اور ساری طاقت سے اس کام میں لگی ہوئی ہے۔ جو مخالفین اسلام کے سامنے سینہ سپر ہے۔ اور جو اشاعت اسلام کے لئے دُنیا کے دور دراز ملکوں میں کام کر رہی ہے۔ وہ خوب سمجھ سکتی ہے۔ کہ اختلاف عقائد کی بناء پر اسلام میں جبر کرنے کی تعلیم کو تسلیم کرنے سے اسلام کو کس قدر نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اور اس وجہ سے دُنیا اسلام سے کس قدر متنفر ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے لئے دوگونہ رنج اور تکلیف ہے۔ ایک تو اس لئے کہ ہمارے بھائیوں کو نہایت سنگدلی اور بے رحمی سے سنگسار کیا جا رہا ہے۔ اور دوسرے اس وجہ سے کہ اشاعت اور حفاظت اسلام کا جو فرض ہم سرانجام دے رہے ہیں۔ اس میں روکاوٹ اور مشکل پیدا کی جا رہی ہے۔ ہم نے سالہا سال مخالفین اسلام کے اس غلط خیال کو دُور کرنے میں صرف کر دیئے۔ کہ اسلام میں مذہبی اختلاف کی بناء پر تشدد کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ ہم نے صفحوں کے صفحے اس اعتراض کو دُور کرنے میں بھر دیئے۔ کہ اسلام کی اشاعت جبر کے ذریعہ ہوئی ہے۔ اور خدا خدا کر کے لوگ یہ سمجھنے لگے تھے۔ کہ اسلام تلوار کے زور اور جور و جفا کے ذریعہ نہیں پھیلا بلکہ صداقت اور حقانیت کے زور سے پھیلا ہے کہ مسلمان کہلانے والوں نے ہمارے ہی خلاف اسلام کے نام سے جبر اور اکراہ۔ وحشیانہ طاقت اور قوت کو استعمال کر کے مخالفین کو اپنے پہلے خیالات دُہرانے اور ان پر اصرار کرنے کا موقعہ بہم پہنچا دیا ہے۔ اور وہ کابل میں ہمارے آدمیوں کو مُرتد قرار دے کر سنگسار کرنے اور مولویان ہند کے اس سنگساری کو اسلام کی تعلیم کے عین مطابق قرار دینے کو پیش کر کے یہ نتیجہ نکال رہے ہیں۔ کہ اسلام کی حفاظت اور اشاعت جبر اور تشدد سے ہوئی ہے۔ جس کا ثبوت اب بھی مل رہا ہے۔ اور جو کچھ اس کی تردید میں کہا جاتا ہے وہ محض مُنہ کی باتیں ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں غیر مذاہب کے اخبارات جو کچھ لکھ رہے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے مضامین کے اقتباس درج ذیل کئے جاتے ہیں:-

ہندوستان کے عیسائیوں کا اخبار نور افشاں (۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء) لکھتا ہے:-

"مولوی نعمت اللہ خان احمدی اپنے عقائد

کی اشاعت کے جرم میں والیٔ کابل کے حکم سے سنگسار کروا کر مروا دیا گیا جس پر ہندوستان کے ہندو مسلم اور احمدی اخبارات میں خلاف اور موافق فعل سنگساری پر بحث ہو رہی ہے۔ امیر کابل کے اس فعل کو ایک طرف تو جائز اور دوسری طرف ناجائز ٹھہرایا جا رہا ہے۔ نو افغانستان کے نزدیک امیر کابل کا مولوی نعمت اللہ خان کو سنگسار کرانا سیچے اسلام اور انسانیت کے ضرور خلاف ہے پر جس اسلام کو احمدی اور غیر احمدی اصحاب اسلام سمجھے ہوئے ہیں۔ اس کے ہرگز خلاف نہیں ہے۔ اگر امیر کابل کو الزام دینا ہو تو پہلے اس اسلام پر حکم لگانا چاہیئے۔ جسے امیر کابل اور دنیا کے مسلم اور احمدی اصحاب مان رہے ہیں"

یہ بطور نمونہ ایک عیسائی اخبار کا اقتباس ہے۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کس شد و مد سے واقعہ سنگساری کی بنا پر عیسائی اخبار نے اسلام پر حملہ کیا ہے۔ اور اسلام کو انسانیت کے خلاف مذہب ٹھہرایا ہے۔

پھر آریہ صاحبان جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ اس کا پتہ آریہ اخبارات سے لگ سکتا ہے۔ چنانچہ "آریہ پرتنی ندھی سبھا پنجاب سندھ۔ بلوچستان کا ہفتہ وار آرگن" اخبار آریہ گزٹ (۱۲ مارچ) لکھتا ہے:۔

"مسلمان بھائی اپنی گذشتہ تاریخ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ کہ اسلام تلوار یا وحشیانہ طاقت سے نہیں پھیلا۔ لیکن بیسویں صدی میں ان کے یہ دعوے اور دلائل سراسر جھوٹ ثابت ہو رہے ہیں۔ اگر اس بین الاقوامی دور میں بھی افغانستان اپنے ہی مسلمان قادیانی بھائیوں کو نہایت بے رحمی سے سنگسار کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ تو زمانہ ماضی میں مسلمانوں نے غیروں پر جو ظلم و ستم ڈھائے ہونگے۔ اس سے فی الحقیقت تاریخ خون آلودہ ہو گئی ہے"

کابل کے حمائتی مسلمان ان الفاظ کو پڑھیں۔ اور غور کریں کہ کابل نے احمدیوں کو سنگسار کر کے غیر مذاہب کے ہاتھ میں اسلام کے خلاف کیسا خطرناک حربہ دے دیا ہے۔ اور وہ اعتراض جسے اسلام پر سے دور کرنے کی سالہا سال سے کوشش کی جا رہی تھی۔ اور جس کا بہت کچھ ازالہ ہو چکا تھا۔ اسے پھر کتنی قوت پہنچا دی گئی ہے۔ اب کابل کے اس جفا کارانہ فعل کے حامی مسلمان کس منہ سے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسلام جبر اور وحشیانہ طاقت سے نہیں پھیلا۔ جب کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ کابل میں احمدیوں کو محض اختلاف عقائد کی وجہ سے سنگسار کرنا عین اسلامی تعلیم ہے اور اسلام میں مرتد کی سزا قتل رکھی گئی ہے۔ یہ کہنے والے مسلمان ذرا مخالفین اسلام کے ان اعتراضات کی طرف توجہ فرمائیں۔ جو اسلام میں جبر اور تشدد کے متعلق کئے جا رہے ہیں اور جن کے ثبوت میں کابل میں احمدیوں کی سنگساری کو پیش کرتے ہیں۔

جناب محمد علی صاحب کے خلاف ملانوں کا شور و شر

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے اخبار ہمدرد اور کامریڈ میں احمدیوں کی سنگساری کے خلاف جو زبردست مضامین لکھے۔ ان سے غیر احمدی مولویوں میں شور قیامت برپا ہو گیا جو اپنا پرانا اور زنگ خوردہ ہتھیار یعنی فتویٰ کفر ان کے خلاف بھی استعمال کر رہے ہیں۔ اور کل تک جو لوگ انہیں اسلام کا مایہ ناز سپوت اور فدائے مذہب و ملت قرار دیتے تھے۔ آج ان کے صرف یہ کہنے سے کہ احمدی مرتد نہیں۔ اور ارتداد کی سزا اسلام میں سنگساری نہیں۔ اس قدر بگڑ رہے ہیں۔ کہ ان کے خلاف نامہذب اور غیر شریفانہ الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ ان مولویوں اور ملانوں کے ہاتھوں نہ صرف معزز سے معزز لیڈروں کی عزت محفوظ نہیں ہے بلکہ اسلام بھی سخت بدنام ہو رہا ہے۔ چنانچہ آریہ اخبار ویر (لکھنؤ) (۱۱ مارچ ۱۹۲۵ء) "مولانا محمد علی کی خیر نہیں" کے عنوان سے لکھتا ہے

"ہمیں تو مولانا محمد علی کی خیر نہیں نظر آتی۔ انہوں نے بھی ہمدرد میں ایک سلسلہ مضامین احمدیوں کی سنگساری کے خلاف شائع کیا تھا۔ جس پر جمعیۃ العلماء کے اخبار الجمعیۃ والامان پنجے جھاڑ کر ان کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ اور کچھ عجب نہیں کہ ان پر کفر کا فتویٰ ہی صادر کر دیا جائے"

اس کے بعد اخبار مذکور لکھتا ہے:۔

"الجمعیۃ نے اس مسئلہ کے متعلق لکھا ہے۔ "اسلام آزادیٔ ضمیر کی اجازت کسی کو نہیں دیتا۔ آزادیٔ ضمیر کا مطالبہ محض گمراہی ہے۔ کفر و ضلالت کو آزادی نہیں دی جا سکتی"

اس قسم کے بیان کے بعد بھی اگر وہ مسلمان جو ہمیشہ اسلام میں آزادی کی ڈفلی بجاتے رہتے ہیں خاموش رہیں۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا۔ کہ یا تو وہ کفر کے فتوے سے ڈرتے ہیں۔ یا ان کا نقطہ خیال ہی غلط ہے۔ اور اسلام دراصل وہی ہے جس صورت میں متعصب مولوی اسے ظاہر کر رہے ہیں"

خدا تعالےٰ ان مولویوں کو سمجھ دے۔ جو اسلام کو غیروں کی نظر میں اس طرح بدنما کر کے پیش کر رہے ہیں۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب کی طرح دوسرے مسلمانوں کو بھی توفیق بخشے۔ کہ مولویوں کے بے جا شور و شر کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اسلام کے متعلق غیر مذاہب کو غلط رائے قائم کرنے کا موقعہ نہ دیں۔

شہدائے کابل کے متعلق حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی

اخبار غالب بمبئی اپنے ۸ مارچ کے پرچہ میں ہم پر یہ اعتراض کرتا ہے۔ کہ جب تم کابل میں تین احمدیوں کی سنگساری کے متعلق حضرت مرزا صاحب کے الہام کی پیشگوئی "تین بکرے ذبح کئے جائینگے" شائع کرتے ہو۔ اور اس پیشگوئی کو مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل ٹھیراتے ہو۔ تو پھر امیر امان اللہ خان صاحب والیٔ کابل کی شکایت کیوں کرتے ہو۔ تمہیں تو انکی قدر اور انکا شکریہ کرنا چاہیئے۔ کہ انہوں نے آپکے نبی کی پیشگوئی کو سچا کر کے دکھلایا:

ہم معزز معاصر سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب رؤیا میں گائیں ذبح ہوتی دیکھی تھیں۔ اور اس وحی کو شہداء احد پر چسپاں فرمایا تھا۔ تو کیا اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر آپ نے ان کفار مکہ کا شکریہ بھی ادا کیا تھا۔ اور ان کی عزت کی تھی۔ جنہوں نے احد میں صحابہ کرام کو شہید کیا تھا۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو پھر ہمیں کیوں کہا جاتا ہے۔ کہ والیٔ کابل کا شکریہ ادا کرو۔ کہ اس نے احمدیوں کو شہید کر کے حضرت مرزا صاحب کی ایک پیشگوئی پوری کی ہے۔ کاش مسلمان اپنی جہالت اور نادانی سے اس قسم کے اعتراض نہ کرتے۔ اور خدا تعالےٰ کی اس سنت سے آگاہ ہوتے۔ کہ وہ اپنے راستباز بندوں کو اکثر آنے والے مصائب اور ابتلاؤں کی قبل از وقت اطلاع دیدیتا ہے۔ جن کے واقع ہونے پر جہاں ان کی ہمتیں پست نہیں ہوتیں۔ اور کوئی مہلک صدمہ ان کو نہیں ہوتا۔ وہاں ان کا ایمان اور یقین بھی زیادہ ترقی کرتا ہے۔ اور خواہ کتنی بڑی مصیبت ہو۔ وہ ھٰذا ما وعدنا اللہ و رسولہ وصدق اللہ و رسولہ (کہ یہ وہی مصیبت ہے۔ جس کی پہلے سے اللہ اور اس کے رسول نے خبر دی تھی اور وہ سچی نکلی) پکار اٹھتے ہیں:

یہی اس وقت ہم شہداء کابل کے متعلق کہہ رہے ہیں۔ اور ان ظالمانہ اور سنگدلانہ حادثات سے نہ صرف ہماری ہمتیں پست نہیں ہوئیں۔ اور ہم کسی قسم کا ڈر اور خوف اپنے سینوں میں نہیں پاتے۔ بلکہ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ کر خاص ایمانی لذت اور سرور حاصل کر رہے ہیں۔ اور آپ کی صداقت پر اور زیادہ پختہ اور یقینی ایمان حاصل ہو رہا ہے۔ یہی وہ علامت ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے مشکلات کے وقت مومنوں کی قرار دی ہے۔ اور اسی سے مومنوں کا امتیاز ظاہر ہوتا ہے۔ مصائب اور تکالیف مومنوں پر بھی آتی اور کفار پر بھی مگر مومنوں کی ہمت اور حوصلہ۔ ایمان اور ایقان کو بڑھانے والی ہوتی ہیں اور کفار کو تباہ و ہلاک کرنے والی

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں

نومسلمان قادیان کا سپاسنامہ

اور

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جواب

حضرت مسیح موعودؑ کا کرشن نام اور ہندوؤں میں تبلیغ احمدیت

۲۷ر نومبر ۱۹۲۴ء کو قادیان کے ان نومسلم اصحاب نے جو ہندو مذہب سے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ بھائی عبد الرحمٰن صاحب نومسلم قادیانی کے مکان پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضور کے ہمراہیان سفر و دیگر بہت سے احباب کو اعلیٰ درجہ کی دعوت چاء دی۔ جس کے بعد حسب ذیل سپاس نامہ حضور کی خدمت میں پیش کیا:۔

سپاس نامہ

ہمارے پیارے گرو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سوامی! ہم مسلم موہیال متر سبھا کے سبھا سد آپ کے یورپ دیش سے دھرم یدھ میں وجے پاکر دار الامان میں کشلتا پورک آنے پر بدھائی دیتے ہیں۔ اور ایشور کا دھن یاد کرتے ہیں کہ اسی کی کرپا سے آپ کو اس دھرم یدھ میں وجے پراپت ہوئی۔

سوامی! اس شبھ اوسر پر ہم شردھا کے چند پھول آپ کے چرنوں میں بھینٹ کرتے ہیں۔

سوامی! آپ کے پوجیہ پتاجی مہاراج نے جہاں مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ وہاں پر شری کرشن چندر کا بھی۔ تاکہ اس شبھ نام کے ذریعہ سے وہ تمام سنسار کے ہندو دھرم کے انویائیوں کو اندھکار سے نکالکر اس پرم پتا کی شرن میں لائے جس سے یہ سب دکھ ہو کر بھو ساگر میں ڈوب رہے تھے۔

سوامی! کرشن مہاراج سے پہلے جو ہندو جاتی کی درگتی تھی وہ آپ سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ ایک پرکار کی کریتیاں اور کوئی ایسا دیش نہ تھا۔ جو اس بدنصیب جاتی میں نہ پایا جاتا ہو سوامی! جس سے ہندو جاتی کی نیا بھو ساگر میں پھنسی ہوئی تھی۔ اور چاروں اور گھور اودیا کا ساگر ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور قریب تھا کہ ہندو جاتی کی نیا بھو ساگر میں ڈوب جاتی۔ عین اس سمے اس پرم پتا پرماتما نے اس جاتی پر دیا کی درشٹی کی۔ اور اپنے گیان کے انوکول جو گیتا کے اندر آج سے کئی ہزار سال پہلے شری کرشن چندر پر ظاہر کیا تھا۔ کہ یدا یدا ہی دھرمیہ گلانر بھوتی بھارت ابھیوتھانم ادھرمیہ تدا آتمانم سرجامیاہم اس کل یگ میں بھی اس دین جاتی کی سہایتا کے لئے اپنے بھگت کو اوتین کیا۔ تا وہ اس جاتی کو جو کہ اندھکار کے اندر بھٹک رہی تھی۔ پرم پتا پرماتما کی اور لے جاوے۔ جس سے یہ بے دکھ ہو کر قریب تہا کہ بھو ساگر میں ڈوب جاتی۔

سوامی! کرشن تو اس جاتی کی نیا کو بچاکر سورگ کو پدھارے اور اب یہ جاتی پھر اندھکار کے اندر بھٹک رہی ہے۔ اور اب وہ سمے قریب ہے۔ کہ وہ پرماتما سے بے مکھ ہو کر بھو ساگر میں ڈوب جائے۔ سو اے سوامی! ہم سونیہ پرارتھنا کرتے ہیں کہ کرپیا اس جاتی پر کرپا کر کے اس کو بچانے کا یتن کریں

سوامی! آپ نے مسیح اور مہدی کے شبدوں کے پرچار کے لئے جو یتن کئے ہیں۔ وہ تمام سنسار کے اندر پرسدھ ہیں۔ پرنتو کرشن شبد کا پرچار ابھی تک ہندو جاتی نے نہیں سنا۔

سوامی! بھارت میں سات کروڑ مہدی کے منکروں کے لئے آپ نے کئی مبلغ اور واعظ تیار کرائے ہیں۔ اور کرتے رہتے ہیں۔ پرنتو کرشن کے منکروں کے لئے جس کا ذکر کلکی پران صفحہ ۲۸ پر بھی احمدؑ کے نام سے آیا ہے۔ کوئی ایسا اپدیشک نہیں ہے۔ جو ان کے پریم بھرے شبد ان کو سنائے۔

سوامی! ہماری جاتی ان شبدوں کو سننے کے لئے تیار ہے۔ اور وہ اس سمہ ان کے پریم بھرے شبدوں کے سننے کے لئے بلبلا رہی ہے۔ جیسا کہ کسی نے لکھا ہے:۔

مرلی میں تان گانا پھر بھی بجانا ہو گا
متھرا کے کنج موہن تم کو بجانا ہو گا

سوئے پڑے ہوئے ہیں کئی شتابدیوں سے
در دیو گھور سب کا تم نے بھگانا ہو گا

کرتو یہ ہیں بگڑے اکڑے بھٹک رہے ہیں
ہم کو سدھار کر کے تپ میں لگانا ہو گا

اگیان میں نشا میں اندھیرے پڑے ہیں
کر کو پکڑ کے موہن ادھوا بلانا ہو گا

سوامی! پرماتما نے آپ کا نام محمود رکھا ہے۔ اور جس طرح مسیح اور مہدی کی پیشگوئیاں آپ کے وقت میں پوری ہوئی ہیں۔ اسی طرح کرشن کی بھی آپ ہی کے وقت میں پوری ہونگی

سوامی! اگر آپ نے یورپ میں جاکر تثلیث کو توڑا تو بائیس کروڑ ہندوؤں کے بتوں کو توڑنے والا آپ سے بڑھ کر اور کون ہے۔ سوامی! ہماری جاتی بتوں سے بیزار ہے۔ اور چاہتی ہے۔ کہ بتوں کو چھوڑ کر حقیقی پتا کی شرن میں آئے۔ پرنتو ستیہ مارگ سے ہین ہو کر چاروں اور بھٹک رہے ہیں۔ کرپا کر کے اس جاتی پر دیا کی درشٹی کرو۔ اور ان کو ستیہ مارگ دکھلاؤ۔ تاکہ یہ پرماتما کے درشن کرے۔

اے ہمارے گرو! ہم لوگ پھر حضور کی سیوا میں نویدن کرتے ہیں۔ کہ اس جاتی کی پیاس بجھانے کا یتن کریں۔ کیونکہ ان کا پیاسے مرجانا ان کے لئے کشٹ دائک ہے۔

اے ہمارے گرو! پرماتما کی کرپا سے ہماری جاتی اپنے گورو کی سیوا کرنا اپنا دہرم سمجھتی ہے اور ستیہ کے گرہن کرنے میں وہ ہمیشہ ادت رہتی ہے۔

سوامی! آپ ہماری جاتی کے لئے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کرشن کی پہچان اور اطاعت نصیب کرے۔ اور وہ کرشن کو اسی طرح پہچانیں۔ جس طرح ارجن نے کرشن کو پہچانا تھا۔

سوامی! ہمارے لئے بھی دعا فرما دیں کہ پرماتما ہمیں ستیہ مارگ پر چلنے کی شکتی دے۔

سوامی! انت میں ہم موہیال متر سبھا کے تمام بھاسد حضور اور حضور کے تمام ساتھیوں کو وجے پاکر واپس آنے پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اور دعا کے لئے عرض کرتے ہیں۔ والسلام

ہم ہیں حضور کے غلام

سبھا سد مسلم موہیال متر سبھا۔ قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

اس سبھا کی طرف سے جو ایڈریس پڑھا گیا ہے۔ اس کے جواب میں ان کو اپنی طرف سے اور اپنے ہمراہیان سفر کی طرف سے جزاکم اللہ احسن الجزا دکہتے ہوئے۔ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں۔ کہ جس مضمون کی طرف اس ایڈریس میں توجہ دلائی گئی ہے۔ وہ نہایت ہی اہم ہے۔ اور کئی سال سے اس کے متعلق میرا خیال ہے جیسا کہ بعض دوست اس بات سے واقف ہیں۔ میں کہتا چلا آرہا ہوں کہ ہماری توجہ حضرت مسیح موعود کے صرف دو ناموں مہدی اور مسیح کی طرف ہے۔ اور دوسرے نام مثلاً کرشن اوتار یا جو اور مذاہب کے لئے ہیں۔ ان کی طرف نہیں ہے۔ مجھے ایک دفعہ رؤیا بھی ہوئی تھی میں نے دیکھا۔ بمبئی سے بیعت کا ایک خط آیا ہے۔ جس پر پتہ اس طرح لکھا ہے۔ راؤ بہادر نرائن داس کپڑے کی مشین والا۔ میں اسے دیکھکر خواب میں ہی کہتا ہوں۔ ہندوؤں میں بھی سلسلہ پھیلنا شروع ہو گیا ہے۔ اس وقت سے مجھے اس طرف توجہ ہے اور بہت دفعہ میں نے دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ لیکن درحقیقت جماعت کی قلت۔ بے سروسامانی اور دنیا میں فساد اور خرابی کی کثرت کی وجہ سے ہم پر وہی مثال صادق آتی ہے۔ جو اس طرح ہے۔ کہ یک انار و صد بیمار۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر ہے۔ کہ ہماری جماعت دنیا کے مقابلہ میں یک انار و صد ہزار بیمار کے مطابق بھی نہیں بنتی۔ اس وجہ سے بعض کام رہتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی کوئی وجہ نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کے ان ناموں کیطرف توجہ نہ کی جاوے۔ جو دیگر مذاہب کے متعلق ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ہم طاقت کے لحاظ سے کمزور ہیں۔ اور تعداد کے لحاظ سے بھی تھوڑے ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے۔ کہ جن کی طرف ہمیں توجہ کرنی ہے وہ بہت زیادہ ہیں۔ مگر اس میں بھی شک نہیں۔ کہ سب اقوام کا ہم پر حق ہے۔ اس وجہ سے ان کے حصہ میں بھی ہمارا کام ہونا چاہیئے پس میں ایڈریس پیش کرنے والوں کی اس خواہش سے دلی ہمدردی رکھتا ہوا کہتا ہوں۔ کہ مدت سے اسے پورا کرنے کا مجھے خود خیال ہے۔ اور انہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ قریب سے قریب جو موقع ادھر توجہ کرنے کا ملے گا۔ اس سے فائدہ اٹھایا جاوے گا۔

جہاں تک میں نے غور کیا ہے۔ ہندو مذہب میں ایک ایسی بات پائی جاتی ہے۔ جو دوسری قوموں میں نہیں ملتی۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہندوؤں نے ہزاروں سال سے اپنی مذہبی روایات کو تازہ رکھا ہے۔ اور کوئی قوم ایسی نہیں ملتی۔ جس نے اس طرح کیا ہو۔ زرتشتیوں کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ ان کا مذہب سب سے پرانا ہے اور میری تحقیقات بھی یہی ہے۔ مگر ہمیں اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے مذہب کو بھلا دیا ہے۔ مگر ہندوؤں میں ان کا مذہب تازہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں روحانیت کی تڑپ ہے۔ اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے۔ کہ زمین اچھی اور زرخیز ہے۔ جس میں بیج ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اس میں طاقت ہے۔ کہ بیج پھیلے۔ اور بار آور ہو۔ پس ایسی اعلیٰ زمین کو ویرانگ ویران نہیں چھوڑا جا سکتا۔ خصوصاً اس وقت جبکہ ایک ایک دانہ کی ضرورت ہے۔ پس میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق دی۔ تو اس طرف بھی توجہ کروں گا۔

پھر میں ایڈریس پیش کرنے والوں کی ان نیک خواہشات پر جو انہوں نے اپنی قوم کے متعلق ظاہر کی ہیں۔ مبارکباد کہتا ہوں۔ کیونکہ یہ نہایت ہی قابل قدر ہیں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کی خواہشوں کو بڑہائے۔ اور ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور ہمیں بھی توفیق بخشے۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود کی کرشن کی پیشگوئی کے ماتحت بہت جلد کام کرنے کے قابل ہوں۔

ارتداد اور سزائے رجم

(۔۔۔)

کچھ عرصہ ہوا۔ جناب مولوی عبد الماجد صاحب۔ بی۔ اے دریابادی مشہور مصنف نے حسب ذیل مضمون بھیجا تھا۔ چونکہ ان دنوں پھر یہ بحث تازہ ہو گئی ہے۔ اس لئے اسے درج اخبار کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

کابل کے واقعہ رجم کی تائید وتحسین میں بعض اخبارات کی پرجوش تحریریں اور علماء حنفیہ کے مضامین میری نظر سے گذرے میں نے انہیں بغور پڑہا۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ان سے متفق ومطمئن نہ ہو سکا۔ اور باوجود غیر احمدی ہونے کے اس باب خاص میں میری ہمدردی گروہ احمدی کے ساتھ ہے۔

میں کسی معنی میں بھی ہرگز مذہبی عالم ہونے کا دعویٰ نہیں رکھتا۔ تاہم ایک عامی مسلم بھی اپنے فہم وادراک کے موافق ہر اسلامی مسئلہ میں لب کشائی کر سکتا ہے۔ اس لئے امید ہے۔ کہ میری یہ مبادرت قابل عفو خیال کی جائے گی۔

میرے پیش نظر سوالات ذیل ہیں:۔

(۱) کیا اسلام نے ارتداد کی سزا قتل رکھی ہے؟

(۲) کیا قتل ورجم مرادف ہیں؟

(۳) کیا احمدیت ارتداد ہے؟

دوسرا سوال نسبتہً کم درجہ کا ہے۔ لیکن اس کا جواب بالکل واضح ہے۔ بالفرض یہ ثابت ہو بھی جائے۔ کہ شریعت میں ارتداد کی سزا قتل ہے۔ تو اس سے رجم کا جواز کیونکر ثابت ہو جائے گا۔ جن روایات کی بنا پر مرتد کا "قتل" جائز ثابت کیا جا رہا ہے۔ ان میں کہیں بھی رجم کا حکم میری نظر سے نہیں گذرا۔

پہلا سوال۔ کلام پاک میں ارتداد کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے۔ (مثلاً بقر رکوع ۲۷۔ مائدہ رکوع ۸ وغیرہ) اور اس میں شدید ترین وعیدیں بھی وارد ہوئی ہیں۔ مثلاً یہ کہ مرتد کے اعمال دین و دنیا میں ضائع ہو جاتے ہیں۔ مرتد کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا پڑیگا وقس علیٰ ہذا۔ لیکن یہ کسی ایک مقام پر بھی ارشاد نہیں ہوا ہے کہ ارتداد کے لئے دنیا میں قتل یا کوئی اور سزا ہے۔

کلام پاک کے بعد ایک مسلمان کے لئے دوسری سند سرور کائنات صلعم کی سنت مبارک ہو سکتی ہے۔ سو آپ کی حیات طیبہ میں کوئی ایک مثال بھی اس کی نہیں ملتی۔ کہ آپ نے کسی شخص کو تبدیل عقائد کی بناء پر سزا دی ہو۔

یہ شہادتیں منفی اور سلبی تھیں۔ ایجابی واثباتی پہلو سے اگر نظر کی جائے۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ اسلام کی عام تعلیمات عقائد میں جبر وزبردستی کے بالکل منافی ہیں۔ اور کلام مجید کی متعدد آیات میں عقائد کی آزادی ورواداری کا واضح اعلان موجود ہے اسلام کے ضابطہ تعزیرات میں جو سزائیں مقرر ہیں۔ وہ بعض اعمال پر ہیں۔ (مثلاً بغاوت، سرقہ، زناکاری) لیکن کسی عقیدہ کی بنا پر خواہ وہ کتنا ہی باطل ہو۔ کوئی سزا قانون اسلام میں موجود نہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضؓ نے بے شبہ مرتدین پر فوج کشی کی تھی لیکن اول تو بعض اجل صحابہ کرام کو اس سے اختلاف تھا۔ اور پھر یہ فوج کشی محض مرتدین کے مقابلہ میں نہ تھی۔ بلکہ فرقہ باغیوں کی سرکوبی کے لئے تھی۔ تاریخ دان حضرات پر یہ واقعہ پوشیدہ نہیں۔ کہ ان مرتدوں نے مسلمانوں پر تعدی شروع کر دی تھی دربار خلافت میں برابر ان کے مظالم کی شکایات پہنچ رہی تھیں۔ اور حکام وعمال خلافت سے ان لوگوں نے مقابلہ ومقاتلہ شروع کر دیا تھا۔ اس لئے ان کا قابل تعزیر جرم، جرم بغاوت تھا نہ کہ ارتداد۔

چند احادیث وآثار بھی قتل مرتد کے ثبوت میں پیش کئے گئے ہیں۔ لیکن میری نظر سے کوئی حکم ایسا نہیں گذرا۔ جسے واضح وغیر مشتبہ کہا جائے۔ بعض احادیث کے الفاظ مجمل ہیں۔ اور بعض کے مبہم۔ مسئلہ کی اہمیت اس کی متقاضی نہیں۔ کہ کتاب وسنت کے سکوت بلکہ گونہ انکار کے ہوتے ہوئے اس کا فیصلہ بعض غیر واضح وغیر صریح اقوال کی بنا پر کر دیا جائے۔ فقہاء حنفیہ کے اقوال بے شبہ ہر طرح لائق احترام وقابل لحاظ ہیں۔ لیکن کتاب وسنت سے الگ شائد حجت قطعی کا کام نہ دے سکیں۔

غرض "رجم" مرتد کی تائید میں تو کوئی سند بھی موجود نہیں۔ "قتل" مرتد کے باب میں کتاب وسنت خاموش ہیں۔ بلکہ قرآن کریم میں جو رواداری عقائد کا اعلان عام کیا جا چکا ہے۔ وہ فتویٰ جواز قتل مرتد کی گویا تردید کر رہا ہے۔ صحابہ کرام کے طرز عمل سے باغیوں کے ساتھ قتال ثابت ہوتا ہے۔ نہ کہ محض مرتدوں سے۔

آخر میں تیسرا مسئلہ یہ رہ جاتا ہے۔ کہ آیا مرتد کا اطلاق احمدیوں پر صحیح ہے۔ قرآن حکیم کی اصطلاح میں مرتد تو شاید صرف اسے کہہ سکتے ہیں۔ جو احکام خدا یا احکام رسولؐ سے منحرف ہو گیا ہو۔ پھر کیا احمدیت کو کتاب و سنت کے کسی جزئیہ سے بھی انکار ہے۔

مجھے اعتراف ہے۔ کہ میں احمدیہ لٹریچر پر وسیع نظر نہیں رکھتا۔ اس کا بھی اعتراف ہے۔ کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی بعض تقریروں سے صاف ختم نبوت کا انکار نکل رہا ہے اور وہ یہ تبلیغ کر رہے ہیں۔ کہ حضرات انبیاء سابقین کی طرح جدید انبیاء بھی برابر پیدا ہوتے رہیں گے (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریروں سے ختم نبوت کا انکار نہیں۔ بلکہ صحیح اقرار نکلتا ہے۔ اور آپ ہی اقرار بیعت لیتے وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار کراتے ہیں۔ نہ کہ کسی اور بیعت نامہ میں یہ دفعہ ہے۔ ایڈیٹر) لیکن جہاں تک میری نظر سے خود بانی سلسلہ احمدیہ جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کی تصانیف گذری ہیں۔ ان میں بجائے ختم نبوت کے انکار کے اس عقیدہ کی خاص اہمیت مجھے ملی۔ بلکہ مجھے ایسا یاد پڑتا ہے۔ کہ احمدیت کے بیعت نامہ میں ایک مستقل دفعہ حضرت رسول خدا صلعم کے خاتم النبیین ہونے کی موجود ہے۔ مرزا صاحب مرحوم اگر اپنے تئیں نبی کہتے تھے تو اسی معنی میں جس میں ہر مسلمان ایک آنے والے مسیح کا منتظر ہے اور ظاہر ہے۔ کہ یہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔

پس اگر احمدیت وہی ہے۔ جو خود مرزا صاحب مرحوم بانی سلسلہ کی تحریروں سے ظاہر ہوتی ہے۔ تو اسے "ارتداد" سے تعبیر کرنا بڑی ہی زیادتی ہے۔ ان کی تحریروں سے تو محض اتنا ہی نہیں معلوم ہوتا کہ وہ توحید و رسالت کے پوری طرح قائل ہیں۔ قرآن پر حرفاً حرفاً ایمان رکھتے ہیں۔ کعبۂ مومنین کو اپنا قبلہ سمجھتے ہیں۔ نماز وغیرہ اہمات عبادت و فرائض میں عامہ مسلمین کے ہم آہنگ ہیں۔ بلکہ سرور کونین صلعم کی ذات مبارک کے ساتھ محبت و شیفتگی بھی ٹپکتی ہے۔ ان سے ہمارا جو کچھ اختلاف ہے۔ وہ بعض احکام و ہدایات کی سوء تعبیر کی بنا پر ہے۔ نہ کہ اعراض و انکار کی بنا پر۔ اور سوء تعبیر ایسی شے نہیں۔ جس کی بنا پر ارتداد و تکفیر کا حکم لگایا جا سکے۔ عبد الماجد

بعدالت شیخ محمد حسین صاحب سب جج صاحب بہادر درجہ چہارم شہر راولپنڈی

گنڈا سنگھ ولد برج لعل ذات سکھ ساکن موضع نیہ تحصیل گوجر خاں مدعی

بنام

فضل دین ولد کرم بخش ذات اعوان ساکن موضع سوہان تحصیل راولپنڈی اصل دوم صاحب سنگھ ولد ارجن سنگھ ذات گنڈہ کھوکھ کھتری ساکن شہر راولپنڈی حال دوکاندار چک ۳ ڈاک خانہ گوجرہ ضلع لائل پور۔ صاحب قرض

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بنام فضل دین ولد کرم بخش ذات اعوان ساکن موضع سوہان تحصیل راولپنڈی

مقدمہ مندرجہ بالا میں حسب درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے۔ کہ تم دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتے ہو لہذا تمہارے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ کے جاری کیا جاتا ہے۔ کہ تم مورخہ ۳۱ ۳/۲۵ کو اگر واسطے جوابدہی کے اصالتاً یا وکالتاً حاضر نہیں آؤ گے۔ تو تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ مورخہ ۵ ۳/۲۵

مہر عدالت دستخط حاکم

نہایت ضروری کتابیں آج ہی منگا لیں

احمدیہ پاکٹ بک ۱۲؍ تحفہ محقق ۱۲؍۔ مجمع البحرین ۵؍ احکام القرآن ۱۲؍ برگزیدہ رسول ۵؍۔ سیرت المہدی ۱۲؍۔ آئینہ کمالات اسلام ۱۲؍ حقیقی احمدیت ۱۲؍۔ تحفہ کابل ۱۲؍۔ کلید قرآن ۱۲؍۔ کیفیت دید ۵؍ درثمین اردو فارسی مجلد ۱۲؍۔ اسرار شریعت مکمل ۱۲؍۔ حجۃ اللہ ہر دو حصہ ۱۲؍ رحم۔ ولایتی لیکچر ۱۲؍ تفسیر سورہ جمعہ خلیفہ اول ۱۲؍ سیرت مسیح موعود مصنفہ حضرت صاحب ۳؍۔ مباحثہ سیالکوٹ ۱۲؍ نور اسلام ۱۲؍ علماء زمانہ ۱۵؍ شہادت نامہ مولوی نعمت اللہ خان ۲؍ کشتی نوح ۶؍ نیز امتحانی کتب حضرت صاحب مثلاً ایام الصلح ۱۲؍ شہادت القرآن ۱۲؍۔ فقہ احمدیہ ۸؍۔ درثمین فوٹو والی اسلامی اصول کی فلاسفی مجلد ۱۲؍۔ مجربات نور دین ۱۲؍۔ آئینہ حق ۱۳؍۔ فہرست کتب مفت

نصیر شاپ قادیان

ضرورت ہے

نو ایجاد مشین سیویاں کے ایسے خریداروں کی جو بعد استعمال مشین سیویاں سارٹیفکٹ ارسال فرما کر مشکور فرماویں قیمت سوراخ چھلنی ۲۰ پالش شدہ ۱۲؍

مینجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان پنجاب

اپنی پیاری آنکھوں کی حفاظت کیجئے

اگر آپ کی پیاری آنکھوں میں کوئی بیماری کی شکایت ہے یا آئندہ آپ اپنی عزیز آنکھوں کو بیماری سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ تو آپ فوراً رجسٹرڈ موتی سرمہ کا استعمال شروع کر دیجئے۔ جو جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اگر خدانخواستہ فائدہ نہ ہو۔ تو بلا تامل اپنی قیمت واپس وصول کیجئے۔ ایک تولہ موتی سرمہ کی قیمت ۱۲؍ محصول ڈاک علاوہ۔ صرف تین روز کے استعمال سے حیرت انگیز فائدہ۔ کثرت شہادتوں میں سے ایک تازہ شہادت ملاحظہ ہو۔ جناب عبد الغنی صاحب احمدی ہیڈ اوورسیر بالا والی ضلع بجنور تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ کا سرمہ موصول ہوا ایک مریض پر استعمال کیا۔ لیکن اس کے اثر کو محسوس کر کے اس نے فوراً ایک تولہ سرمہ کا آرڈر دینے کیلئے کہا۔ لہذا ایک تولہ سرمہ اور جلد بذریعہ وی پی بھیج دیں ملنے کا پتہ:- مینجر کارخانہ موتی سرمہ رجسٹرڈ نور بلڈنگ قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ نے اگر کاغانی صاحب کا تیار کردہ منجن دانتوں پر نہیں ملا۔ ضرور استعمال کریں۔ ان بیماریوں کے لئے مجرب ہے۔ دانتوں کا ہلنا۔ درد کرنا۔ مسوڑوں کا پھولنا۔ مسوڑوں سے خون اور پیپ کا نکلنا۔ پانی لگنا۔ منہ سے بو آنا۔ دانتوں کو گوشت خورہ کا لگنا۔ تھوڑے دن لگانے سے انشاء اللہ آرام ہوگا۔ دانتوں کی جڑیں مضبوط ہو کر دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ مسوڑے اور دانتوں کی بیماریوں کا ضامن قیمت فی شیشی ۱۲؍

دواخانہ رحمانی عبد الرحمن کاغانی قادیان پنجاب

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا

مصدقہ حضرت مسیح موعود اور خلیفہ اول حکیم نور الدین رضی

یہ سرمہ ککروں کے لئے ابتدائی موتیا۔ بند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہو۔ نظر کمزور ہو۔ یا آنکھ دکھتی ہو۔ سفیدی ہو سرخی ہو یا دھوپ کی چمک سے تکلیف ہو۔ خارش ہو۔ دھند ہو۔ ان کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ قسم اول دو روپے تولہ ممیرا تین لمحہ تولہ۔ ترکیب استعمال صبح و شام دو دو سلائیاں آنکھوں میں ڈالی جاویں۔ اگر کسی شخص کو مفید ثابت نہ ہو۔ بشرطیکہ اس نے باقاعدہ ایک ہفتہ تک استعمال کیا ہو۔ دو روپے سے کم نہ ہو۔ سرمہ واپس کر دے۔ میں وصول شدہ قیمت واپس کر دوں گا۔ اسکے مجرب ہونے پر کچھ شہادتیں علاوہ اپنے ذاتی تجربہ کے پیش کرتا ہوں:-

میاں احمد نور کابلی کا سرمہ میں نے استعمال کیا ہے۔ عام طور پر نظر کیلئے بھی بہت مفید پایا ہے۔ اور ککروں کیلئے بھی مفید پایا ہے

مرزا شریف احمد (صاحبزادہ حضرت مسیح موعود)

سید احمد نور کابلی احمدی مہاجر موجد سرمہ ممیرا قادیان ضلع گورداسپور

اشتہار فروخت اراضی متصل دار الضعفاء قادیان

تقریباً ۲ کنال رقبہ زرعی موقعہ مندرجہ بالا پر جو عین آبادی کے قریب واقعہ ہے۔ فروخت کیا جاوے گا۔ لہذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ جس صاحب کو واسطے آبادی کے ضرورت ہو۔ وہ کل کا کل یا ٹکڑہ وار قیمت بازاری پر خرید سکتے ہیں ۳۱ ۳/۲۵

المشتہر

خان بہادر مرزا سلطان احمد خان صاحب قادیان

(بقیہ صفحہ ۲)

علم سے مایوس ہونا ابلیس کا فعل ہے

تو سمجھ لو۔ انسان کے لئے کس قدر ضروری ہے۔ کہ علم حاصل کرے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے۔ کہ اسلام کے معنی علم اور کفر کے معنی جہالت ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی جگہ جہالت کا لفظ کفر کے معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ "من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ"۔ کہ جو اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا۔ وہ کفر کی موت مرتا ہے پس

ہر ایک مسلمان کا فرض

ہے۔ کہ خود علم سیکھے۔ اور علم پھیلانے کی کوشش کرے۔ اور جس طرح مسلمان کے لفظ سے مرد مخاطب ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی ہیں۔ مگر چونکہ خدا تعالےٰ کا یہ قانون ہے۔ کہ نبیوں کو اسی قوم میں مبعوث کرتا ہے۔ جو سب سے زیادہ گری ہوتی ہے۔ تاکہ یہ بتائے۔ کہ کس طرح اس نے گرے ہوئے لوگوں کو بڑھایا۔ اس لئے اس نے حضرت مسیح موعود کو ہندوستان میں بھیجا۔ جو تمدنی، سیاسی، علمی حالت میں بہت گرا ہوا ہے۔ تاکہ ہندوستان سے ایک ایسی جماعت پیدا کرے۔ جو ساری دنیا کی استاد ہو۔ مگر قوموں کی حالت ایک دن میں نہیں بدلا کرتی۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پہلی جماعت جاہلوں میں سے ہی لی تھی۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ کچھ عرصہ تک اس جماعت کے لوگ بھی جاہل ہی نظر آتے۔ اس وجہ کے ماتحت ہماری جماعت میں بھی یہ نقص ہے۔ کہ مرد بھی تعلیم میں کم ہیں اور عورتیں بھی۔ اور اس نقص کا دور کرنا نہایت ضروری ہے۔ مگر

ہر کام کیلئے وقت

مقرر ہوتا ہے۔ پہلے مردوں میں سے اس نقص کو دور کرنے کی ضرورت تھی۔ پھر عورتوں میں سے۔ گو اس وقت تک مردوں کی طرف بھی ایسی توجہ نہیں کی گئی۔ کہ جو خوش کن ہو۔ مگر ان کے متعلق امید ہے۔ کہ انہیں ایسے رستہ پر ڈال دیا گیا ہے جس پر چل کر ان کی ترقی ہو سکتی ہے۔ اب

عورتوں کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت

ہے۔ اسی غرض کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ سکول جاری کیا گیا ہے۔ جس کا افتتاح اس وقت کیا جا رہا ہے۔ ابتدائی حالت کی وجہ سے اسکی طرف توجہ کم ہوگی۔ مگر ابتداء میں ہر کام کے متعلق ایسا ہی ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے۔ ہمارا وہ

ہائی سکول

جسکی اب ایسی عظیم الشان عمارت کھڑی ہے کہ معائنہ کرنے والے انسپکٹر کہتے ہیں۔ پنجاب بلکہ ہندوستان میں کسی سکول کی ایسی عمارت نہیں۔ اس کا جب پہلے دن افتتاح ہوا۔ تو مرزا نظام الدین صاحب کے کوئیں کے پاس ٹاٹ بچھا کر لڑکوں کو بٹھایا گیا تھا۔ پھر کچھ دن تک لڑکے مہمان خانہ میں بٹھائے گئے۔ پھر ایک کچا مکان بنایا گیا۔ اسکے مقابلہ میں آج

عورتوں کے سکول کی ابتداء تو

بہت اعلیٰ ہے۔ یہ بچیوں پر جن کے سامنے میز ہیں۔ بیٹھی ہیں۔ وہ ٹاٹ پر بیٹھے تھے۔ یہ اپنے مکان میں بیٹھی ہیں۔ وہ کسی کی جگہ پر بٹھائے گئے تھے۔ پس گو اس سکول کی یہ بنیاد ہے۔ مگر ہائی سکول کی بنیاد سے بہت اعلیٰ ہے۔ آج یہ بنیاد ادنیٰ معلوم ہوتی ہے لیکن اگر عورتیں شوق سے کام کریں۔ تو جیسا کہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے۔ کہ وہ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ اور اسکی صفت رحیمیت اس بات کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ سکول بھی اسی طرح ترقی کرے گا جس طرح ہمارے ہائی سکول نے کی ہے۔ اور ایک وقت آئیگا۔ جب اس درجہ پر پہنچ جائے گا۔ کہ سارے ہندوستان میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں بے نظیر ہوگا۔ چونکہ قادیان ام القریٰ ہے۔ اس لئے جس طرح یہاں کے لوگ دین میں نمونہ ہونگے۔ اسی طرح یہ سکول علم میں دنیا کے لئے نمونہ ہوگا پس اس کی

ابتدائی حالت

سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ اپنے وقت پر اس میں ترقی آئیگی۔ اور اس قدر ہوگی۔ کہ اب اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے فضلوں میں سے ایک فضل ہوگا۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل کا اندازہ اس کے آنے سے ایک منٹ بھی پہلے کوئی نہیں کر سکتا۔

اس امید کے ساتھ اور اس درخواست کے ساتھ کہ

عورتیں ہمت اور استقلال کے ساتھ کام کریں

میں اس سکول کا افتتاح کرتا ہوں۔ اس کی طرف مردوں کی توجہ کو کھینچنا بھی انہی کا کام ہوگا۔ اور وہ اگر کوشش کرینگی۔ تو ضرور کھینچ سکینگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ ماں کی چھاتیوں میں دودھ اسی وقت اترتا ہے۔ جب بچہ روتا ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ مردوں کے پاس اسباب اور اختیار ہوتے ہیں۔ اور عورتیں بطور طعنہ کہا بھی کرتی ہیں۔ کہ جب مرد کچھ نہ کریں۔ تو ہم کیا کر سکتی ہیں۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ماں جس قدر اپنے بچہ سے محبت رکھتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ جس قدر اپنے بندہ پر مہربان ہے۔ مرد اس سے زیادہ عورتوں پر مہربان نہیں ہو سکتے۔ اور جب کہ ماں بھی بچہ کو رونے پر دودھ دیتی ہے۔ اور خدا بھی بندہ کو بہت سے انعام مانگنے پر دیتا ہے۔ تو مرد ان سے بڑھ کر مہربان کس طرح ہو سکتے ہیں۔ کہ خود بخود عورتوں کو امداد دیں۔ اس وجہ سے عورتوں ہی کی توجہ اور کوشش

مردوں کی توجہ

کو اس طرف کھینچیگی۔ تا وہ وقت آ جائے۔ کہ عورتیں اس کام میں مردوں کی محتاج نہ رہیں۔ ایک دوسرے کا تعاون تو جاری رہے گا مگر مقدار کا لحاظ کیا جائیگا۔ اگر سارا کام مرد کریں۔ اور عورتیں کچھ نہ کریں۔ تو عورتوں کے لئے شرم کی بات ہوگی۔ اور اگر سارا کام عورتیں کریں۔ اور مرد کچھ نہ کریں۔ تو یہ مردوں کے لئے قابل شرم ہوگا۔ اسلئے ایسا وقت نہیں آنا چاہیئے۔ مگر یہ ضرور ہونا چاہیئے۔ کہ عورتیں اپنا بوجھ آپ اٹھا سکیں۔ چونکہ اس وقت وہ لوگ بھی بیٹھے ہیں۔ جو سلسلہ کے نظم و نسق سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسلئے ان کو میں اس اہم پہلو کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ

قابلیت نہیں نکل سکتی

جبتک علم کی طرف خاص توجہ نہ کی جائے۔ اور وہ اسی وقت نکلے گی۔ جب ہم عورتوں کی تعلیم کی طرف پوری پوری توجہ کرینگے۔ مجھے افسوس کے ساتھ لڑکیوں کے پرائمری سکول کے متعلق یہ معلوم ہوا۔ کہ اس میں ایک سو ساٹھ لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ مگر وہ اس مکان میں کس طرح بیٹھ سکتی ہیں۔ جس میں ان کا سکول ہے سوائے اسکے کہ بکریوں کی طرح اس میں بند ہوں۔ تو میں

محکموں کے افسروں کو توجہ

دلاتا ہوں۔ کہ عورتوں کی تعلیم کی طرف زیادہ خیال رکھیں۔ اور عورتوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ پورے استقلال سے کام کریں۔ تاکہ ناامیدی اور مایوسی کا جو اثر پڑتا ہے۔ وہ دور ہو کر خدا تعالےٰ کا رحم اور فضل افق سے ظاہر ہو۔ اخیر میں میں

دعا

کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ ہم پر ایسی برکتیں نازل کرے۔ جو دین و دنیا اور عاقبت کیلئے مفید ہوں۔ اور ایسے نتائج نہ ہوں۔ جو مضر ہوں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی رضا کا باعث ہوں۔

اسکے بعد حضور نے لمبی دعا فرمائی۔ پھر جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے پردہ کی پوری رعایت کے ساتھ پہلا سبق عربی کا پڑھایا۔ ان کے بعد جناب مولوی شیر علی صاحب نے انگریزی کا اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جغرافیہ کے متعلق عام معلومات بیان فرمائیں۔ مستورات جن کی تعداد ۳۰ تھی۔ دوسرے کمرہ میں تھیں۔ جن کے سامنے چک اور پردہ پڑا ہوا تھا۔ فی الحال اس سکول کے لئے حسب ذیل اصحاب کو حضور نے استاد مقرر فرمایا ہے۔ (۱) جناب مولوی شیر علی صاحب جو انگریزی پڑھائینگے (۲) جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جو عربی پڑھائینگے۔ اور ماسٹر محمد طفیل صاحب جو تاریخ اور جغرافیہ پڑھائیں گے۔ چونکہ ماسٹر صاحب موصوف ان دنوں طلباء کے امتحان میں مصروف ہیں۔ اسلئے ان کا مضمون حضور نے خود پڑھایا۔

تعلیم نسواں کے متعلق ایک ضروری تجویز

دار الامان میں ایک سپیشل ٹریننگ کلاس تعلیم نسواں کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے ماتحت کھولی گئی ہے۔ جس میں ۱۷ مارچ سے اللہ تعالےٰ کے فضل و رحم کے ساتھ تعلیم شروع کر دی گئی ہے۔ اس سپیشل کلاس کے کھولنے کی غرض یہ ہے۔ کہ تعلیم یافتہ خواتین احمدیہ کو مدرسہ بنات کی پیش آمدہ تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تیار کیا جاوے۔ اور خواتین جماعت احمدیہ کے تعلیمی افق کو بلند کرنے کے لئے بنیاد کو ابھی سے اٹھایا جاوے۔

گذشتہ ہفتہ مجھے انسپکٹر آف مدارس کے دفتر میں اس غرض کیلئے جانے کا اتفاق ہوا۔ کہ کسی لائق مسلم انٹرنس پاس خاتون کا پتہ چلے۔ تا جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی خواہش ہے۔ مدرسہ بنات کیلئے اس کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جاوے۔ مگر مجھے افسوس سے اس بات کا

(منشی عبدالرحمٰن صاحب کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)